خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

سوموار 19 اپریل 2021ء | 06رمضان 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:93

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ « يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ وَمَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ » .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’ہر رات کے آخری حصہ میں اللہ تبارک تعالیٰ دنیا کہ آسمان پر آتا ہے اور کہتا ہے ۔کون ہے جو مجھے پکارے کہ میں اسے جواب دوں ۔کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تا میں اسے عطا کروں ،اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تا میں اسے بخش دوں ۔

(صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب الترغیب فی الدعا والذکر فی آخر اللیل)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

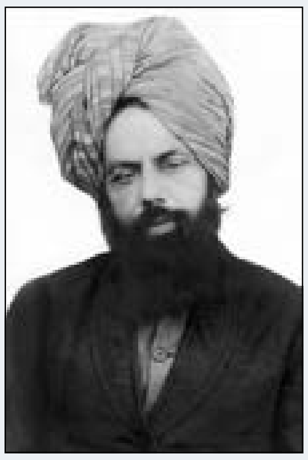

تہجد کی نماز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کرلیں ۔جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا ۔اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں ۔جبتک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو ۔اس وقت تک ایک شخص خوابِ راحت سے بیدار کب ہوسکتا ہے؟پس اس وقت کا اُٹھنا ہی ایک دردِ دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے ۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 182ایڈیشن 1988)

حضرت مرزا دین محمد صاحب لنگر وال صاحب بیان کرتے ہیں :’’میں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھتا آیا ہوں اور سب سے پہلے میں نے آپؑ کو غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا ۔جبکہ میں بالکل بچہ تھا آپؑ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے ۔پھر جب صبح کی اذان ہوتی تو سنتیں گھر میں پڑھ کے نماز کے لئے مسجد جاتے اور باجماعت نماز پڑھتے ۔‘‘

(سیرت المہدی جلد نمبر 3 صفحہ 20)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

(بنی اسرائیل :80)

ترجمہ:اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجّد پڑھا کر ۔یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔قریب ہے کہ تیرا ربّ تجھے مقامِ محمود پر فائز کردے ۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تہجد کی نماز میں نوافل میں جو اضطراب اور اضطرار پیدا ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مضطر کی دعا قبول کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں کہ اضطرار کی حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان اپنے آرام کو قربان کرے اور عبادت کے لئے اٹھے۔فرمایا کہ ’’لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں ۔کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے ۔لیکن جب کہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے‘‘۔فرماتے ہیں’’پھر ایک اَور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے‘‘۔(کہ فضول باتیں کرنے سے زبان کو پاک رکھو۔کسی کو جذباتی تکلیف نہ پہنچاؤ۔کسی قسم کی غلط باتیں نہ کرو اور خاص طور پر وہاں جلسے کے ماحول میں تو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے اور زیادہ وقت ذکر الٰہی میں گزارنا چاہئے۔ فرمایا کہ ’’زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آجاتا ہے‘‘۔(یعنی کہ گھر کا جو دروازہ ہے،مین انٹرنس (main entrance) ہے وہ زبان ہے۔)’’جب خدا ڈیوڑھی میں آ گیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے‘‘۔آپ فرماتے ہیں’’پھر یاد رکھو کہ حقوق اللہ اور حقوقِ عباد میں دانستہ ہرگز غفلت نہ کی جاوے۔‘‘(نہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے میں غفلت ہو۔نہ بندوں کے حق ادا کرنے میں غفلت ہو۔یہ دونوں باتیں سامنے رکھو۔)فرمایا کہ ’’جو اِن امور کو مدّنظر رکھ کر دعاؤں سے کام لے گا یاایُوں کہو کہ جسے دعا کی توفیق دی جاوے گی‘‘آپ فرماتے ہیں کہ ’’ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اور وہ بچ جاوے گا۔ ظاہری تدابیر صفائی وغیرہ کی منع نہیں ہیں بلکہ بر توکّل زانوئے اشتر بہ بند‘‘(یعنی توکّل سے پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھنا یہ ضروری ہے۔) آپ فرماتے ہیں اس ’’پر عمل کرنا چاہئے جیسا کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ سے معلوم ہوتا ہے۔مگر یاد رکھو کہ اصل صفائی وہی ہے جو فرمایا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰہَا۔......’’ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ اپنی حالت کو درست کرے گا۔آپ فرماتے ہیں کہ ’’مگر وہی خدا کے فضل کا امیدوار ہوسکتا ہے جو سلسلہ دعا،توبہ اور استغفار کا نہ توڑے اور عمداً گناہ نہ کرے‘‘۔

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 29 دسمبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- فضائل قرآن مجید (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

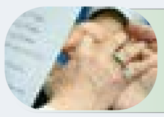

دربارِ خلافت

ہمارے نظریہ کی تائید میں پرانے ائمہ میں سے بھی ایک کا حوالہ ہے...

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ہمارے نظریہ کی تائید میں پرانے ائمہ میں سے بھی ایک کا حوالہ ہے جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت امام النووی رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں کہ ’’کفر بواح کا مطلب ظاہر کفر ہے، اور اس حدیث میں کفر سے مراد گناہ ہے‘‘۔

پھر مزید فرماتے ہیں کہ ’’تم اربابِ حکومت سے اُن کی حکومت کے اندر رہ کر جھگڑا نہ کرو اور نہ اُن پر اعتراض کرو۔ سوائے اس کے کہ تم اُن سے کوئی ایسی بُری بات دیکھو جو ثابت اور متحقق ہو، جس کا بُرا ہونا تم اسلام کے قواعد یعنی قرآن اور حدیث کی رُو سے جانتے ہو۔ اگر تم ایسا دیکھو تو اُن کی اس بات کا بُرا مناؤ اور تم جہاں بھی ہو حق بات کہو۔ لیکن ایسے حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا، اُن کے ساتھ لڑائی کرنا، مسلمانوں کے اجماع سے حرام ہے۔ خواہ وہ حکمران فاسق اور ظالم ہوں‘‘۔ لکھتے ہیں کہ ’’اس حدیث کا معنی جو مَیں نے بیان کیا ہے، دیگر احادیثِ نبویہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ اہلِ سنت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فسق کے بناء پر حکمران کو معزول کرنا جائز نہیں۔ ...... علماء کہتے ہیں کہ فاسق اور ظالم حکمران کو معزول نہ کرنے اور اُس کے خلاف لڑائی نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ایسی صورت میں مزید فتنے، خونریزی اور آپس میں فساد پیدا ہو گا۔ پس فاسق اور ظالم حکمران کا برسرِ اقتدار رہنا کم فساد پیدا کرے گا بہ نسبت اس کے جو اُسے معزول کرنے کی کوشش کے نتیجے میں پیدا ہو گا‘‘۔ (المنہاج بشرح صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ صفحہ 1430 دار ابن حزم 2002)

اور یہ بات آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ سچ ثابت ہو رہی ہے۔ دونوں طرف سے لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ بندوقیں چل رہی ہیں۔ جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ مسلمان مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں۔ پھر بخاری کی ایک حدیث ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حدود اللہ میں سستی کرنے والے اور حدود اللہ میں گر پڑنے والے افراد کی مثال اُس قوم کی طرح ہے جنہوں نے کشتی کی بابت قرعہ ڈالا جس کے نتیجے میں بعض کشتی کے اوپر والے حصے پر قیام پذیر ہوئے اور بعض کشتی کے نچلے حصے میں۔ جب کشتی کے نچلے حصے والے لوگ اوپر والوں کے پاس سے پانی لے کر گزرتے تھے تو وہ اس سے تکلیف محسوس کرتے تھے۔ جس پر نچلے حصے والوں میں سے ایک نے کلہاڑا پکڑا اور کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنے لگا جس سے اوپر کے حصے والے اس کے پاس آئے اور اُس سے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میرے اوپر جا کر پانی لانے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے اور پانی کے بغیر میرا گزارا نہیں۔ پس اگر اوپر والے اِس کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ اُسے بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے اور اپنے آپ کو بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیں گے اور کشتی کے پیندے میں سوراخ کرنے دیں گے تو وہ اُسے بھی ہلاک کر دیں گے اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الشہادات۔ باب القرعۃ فی المشکلات حدیث نمبر 2686)

اس حدیث سے بعض لوگ یہ استدلال کرتے ہیں کہ عوام بدی کرنے والوں کو، بدی کے ارتکاب سے یا غلط کاموں سے زبردستی روک دیں جو درست نہیں ہے کیونکہ اس طرح باہم جھگڑا اور فساد پیدا ہو جائے گا۔ اگر اس سے مراد حکومت کے خلاف بغاوت لیں تو وہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافِ ارشاد بات ہوتی ہے۔ حدیث یہ ہے۔ دوبارہ واضح کر دوں۔ اگر کشتی والے اُن کا ہاتھ پکڑ لیں تو وہ اسے ڈوبنے سے بچائیں گے اور اپنے آپ کو بھی ڈوبنے سے بچا لیں گے۔ اگر چھوڑ دیں گے تو پیندے میں سوراخ ہو گا وہ آپ بھی ہلاک ہو گا، اُن کو بھی ہلاک کرے گا، اس سے ایک تو یہ لیا جاتا ہے کہ اگر کوئی فساد پیدا ہو رہا ہو، اگر نقصان پہنچ رہا ہو تو اس کا قلع قمع کرنے کے لئے زبردستی روک دینا جائز ہے لیکن یہ باقی احادیث سے خلاف ہے۔ حکومتوں کے معاملے میں یہ چیز نہیں ہے۔ اس کی تائید میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے اور اُس کے حوالے سے یہ استنباط کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سختی کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کوئی بات فرما ہی نہیں سکتے جو قرآن کی تعلیم کے خلاف ہو۔ یقیناً اس کے سمجھنے میں بھی لوگوں کو غلطی لگی ہے۔

روایت یہ ہے۔ ’’ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے جو کوئی ناپسندیدہ کام دیکھے وہ اُسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اسے طاقت نہ ہو تو پھر اپنی زبان سے اور یہ طاقت بھی نہ ہو تو پھر اپنے دل سے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان حدیث نمبر 177) (اس حدیث کی شرح میں) امام ملا علی قاری لکھتے ہیں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ہمارے بعض علماء کہتے ہیں کہ ناپسندیدہ کام کو ہاتھ سے تبدیل کرنے کا حکم حکمرانوں کے لئے ہے۔ زبان سے تبدیل کرنے کا حکم علماء کے لئے ہے اور دل سے ناپسندیدہ بات کو ناپسند کرنے کا حکم عوامِ مؤمنین کے لئے ہے۔ (مرقاۃ۔

بقیہ صفحہ 8 پر

فضائلِ قرآنِ مجید

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مُسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا، ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اُس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
بہارِ جاوداں پیدا ہے اُس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اُس سا کوئی بُستاں ہے
کلامِ پاکِ یَزْداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لُوءلُوئے عُمّاں ہے وگر لعلِ بدخشاں ہے
خدا کے قول سے قولِ بشر کیوں کر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی
سخن میں اُس کے ہمتائی، کہاں مقدورِ انساں ہے
بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے
ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بُوئے ایماں ہے
خُدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو، یہ کیسا کِذب و بہتاں ہے؟
اگر اِقرار ہے تم کو خُدا کی ذاتِ واحد کا
تو پھر کیوں اِس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے؟
یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے؟
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوفِ یزداں ہے
ہمیں کچھ کِیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اُس پہ قرباں ہے

(براہینِ احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۸۲ ۔مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16؍اپریل 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے

پاکستان اور الجزائر سمیت جہاں بھی احمدیوں کو تکلیفیں دی جاتی ہیں ان کے لیے خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں۔

دوسروں کے لیے دعائیں کرنے والے کے لیے فرشتے دعائیں کرتے ہیں…اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں خاص طور پر اس نسخے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رمضان المبارک کی مناسبت سے دعا کی اہمیت، قبولیتِ دعا کی شرائط اور فلسفے سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعض فرمودات کا بیان

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16؍اپریل 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم سرفراز باجوہ صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی آیات 184 تا 187 کی تلاوت و ترجمہ پیش کرنے کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال پھر ہمیں ماہِ رمضان میں سے گزرنے کا موقع مل رہا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ صرف رمضان کے مہینے کو پانا، سحری اور افطاری کرنا کافی نہیں بلکہ روزوں کے ساتھ ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ روزوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بعض حکم دیے ہیں، اور ان پر عمل کرنے کے نتیجے میں اپنا قرب عطا فرمانے اور قبولیتِ دعا کی نوید سنائی ہے۔ جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کی فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بیماری اور جائز وجہ سے روزوں سے رخصتی اور بعد میں روزوں کی تعداد کو پورا کرنے نیز اگر طاقت ہو تو فدیہ ادا کرنے کا حکم ہے۔ قرآن کریم کی اہمیت اور اس کے نزول کے متعلق بتا کر یہ سمجھایا گیا ہے کہ اس تعلیم پر عمل کرنا ہمارے لیے ہدایت اور مضبوطی ایمان کا ذریعہ ہے۔ پھر ہمیں یہ خوش خبری دی گئی ہے کہ اے نبی! میرے بندوں کو بتادے کہ مَیں ان کے قریب ہوں۔ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہوں۔

قبولیتِ دعا کے لیے بعض شرائط ہیں، جب ہم ان شرائط کے مطابق اپنی دعاؤں میں حسن پیدا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب اور دعاؤں کو سننے والا پائیں گے۔ اس وقت مَیں دعا کی اہمیت، قبولیتِ دعا کی شرائط اور فلسفے سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعض فرمودات پیش کروں گا۔ قبولیتِ دعا کے مضمون میں یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ پہلا قدم بندے نے ہی اٹھانا ہے، جب اس کی انتہا ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت جوش میں آتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے۔ دعا زبانی بَک بَک کا نام نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا تعالیٰ کے خوف سے بھر جاتا اور رُوح آستانۂ الوہیت پر گرتی ہے۔ یہ وہ حالت ہے کہ دوسرے الفاظ میں اسے موت کہہ سکتے ہیں۔

قبولیتِ دعا کے مسئلے کو بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ استجابتِ دعا کا مسئلہ درحقیقت دعا کے مسئلے کی فرع ہے۔ دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے۔ جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل محبت اور وفاداری سے جھک کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدان میں آگے جاتا ہے اور بارگاہِ الوہیت میں اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے۔ تب قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے یا جو کچھ کہ اولیائے کِرام ان دنوں تک عجائب اور کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنی راہ دکھلا دیں گے۔ مجاہدہ پہلے بندے کے ذمہ ڈالا پھر یہ دعا سکھائی کہ ہمیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے۔ سو انسان کو چاہیے کہ اس کو مدنظر رکھ کر نماز میں بالحاح دعا کرے۔ اُس جہان کے مشاہدے کے لیے اِسی جہان سے ہمیں آنکھیں لے جانی ہیں۔

پس ان دنوں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا بہت کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلائے۔ دلوں کو پاک کر کے حقیقی عابد بنائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق ادا کرنے والا بھی بنائے۔ آج کل جس طرح شدت پسند کر رہے ہیں ان کی طرح نہ ہوجائیں کہ خدا اور رسول کے نام پر ظلم کیے جارہے ہیں۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اس قدر گناہ گار ہوگئے ہیں کہ اب خدا تعالیٰ ہمیں بخشے گا نہیں۔ اصل میں شیطان یہ وسوسے ڈال رہا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ شیطان کے اس حملے سے بچنے کا طریق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گناہ کرنے والا گناہوں کی کثرت کا خیال کر کے دعا سے ہرگز باز نہ رہے۔ جو لوگ معاصی میں ڈوب کر دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں اور توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے آخر وہ انبیاء اور ان کی تاثیرات کے بھی منکر ہوجاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے الہام 'اُجِیۡبُ کُلَّ دُعَآئِکَ' کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ 'کُلّ' سے مراد یہ ہے کہ جن کے نہ سننے سے ضرر پہنچتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تربیت اور اصلاح چاہتا ہے تو ردّ کرنا ہی اجابتِ دعا ہے۔ راز اور بھید یہی ہے کہ داعی کے لیے خیر اور بھلائی ردِّ دعا میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبولِ دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا۔ مَیں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ دعا میں جب کوئی جزو مضر ہوتا ہے تو دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی۔

حضورِ انور نے فرمایا: روزانہ کی ڈاک میں لوگوں کے خط آتے ہیں کہ دعا کرتے ہیں اور زبردستی ایک کام کرنے کے لیے کوشش بھی کرتے ہیں پھر بھی اس کے نتیجے بہتر نہیں نکلتے تو اللہ تعالیٰ سے شکوہ ہوتا ہے۔ فرمایا پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا دعا کو انتہا تک پہنچایا کہ نہیں۔ اگر دعا کو انتہا تک پہنچایا اور پھر بھی اس کے نتائج نہیں نکلے تو پھر یہی اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی اور اسی میں انسان کا فائدہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے مگر ہر رطب و یابس کو نہیں کیونکہ جوشِ نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دعا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بِین ہے ان مضرتوں اور بد نتائج کو ملحوظ رکھ کر دعا کو ردّ بھی کر دیتا ہے اور یہ ردّ ہی اس کے لیے قبولِ دعا ہوتا ہے۔

قبولیتِ دعا کی شرائط کی وضاحت کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں کہ دعا کرانے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ دعا کرانے والا اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کو مدِّ نظر رکھے۔ صلح کاری اور خدا پرستی اپنا شعار بنائے۔ تقویٰ اور راستبازی سے خدا تعالیٰ کو خوش کرے تو ایسی صورت میں دعا کے لیے بابِ استجابت کھولا جاتا ہے۔ پھر قبولیتِ دعا کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان اعتقادی لحاظ سے مضبوط ہو، عملِ صالح کرنے والا ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کا تقدم اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پر جو کلمہ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے دو نام 'عزیز' اور 'حکیم' ہیں۔ عزیز تو یہ ہے کہ ہر کام کر دینا اور حکیم یہ کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزوں کر دینا۔

فرمایا: تقویٰ کو شریعت کا خلاصہ اور مغز شریعت کہہ سکتے ہیں۔ اگر طالب صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اس راستی اور طلب صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ متقیوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ رحم کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رحم دو قسم کا ہوتا ہے ایک رحمانیت اور دوسرا رحیمیت۔ رحمانیت تو ایسا فیضان ہے کہ جو زمین و آسمان اور ارضی و سماوی اشیا کی صورت میں ہمارے وجود اور ہستی سے بھی پہلے ہی شروع ہوا۔ دوسری رحمت رحیمیت کی ہے یعنی جب ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا کرتا ہے۔ دوسری قسم کا رحم یہ تعلیم دیتا ہے کہ مانگتے جاؤ گے ملتا جائے گا۔ مانگنا انسان کا خاصہ اور استجابت اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو اور انہیں کام میں لاؤ۔ قانونِ قدرت میں قبولیتِ دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانے میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے۔ اسی لیے اس نے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔

دعا کے حوالے سے نماز کی غرض اور اہمیت کو بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ نماز کی اصل غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا قانونِ قدرت کے عین مطابق ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ چند باتیں مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کے عطا کردہ عظیم خزانے میں سے پیش کی ہیں جن پر عمل کر کے ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکتے ہیں۔ پاکستان اور الجزائر سمیت جہاں بھی احمدیوں کو تکلیفیں دی جاتی ہیں ان کے لیے خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں۔ دوسروں کے لیے دعائیں کرنے والے کے لیے فرشتے دعائیں کرتے ہیں؛ پس یہ فائدہ مند سودا ہے، اس لیے یہ نسخہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں خاص طور پر اس نسخے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆…☆…☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26؍ مارچ 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

’’میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

23؍ مارچ۔ یومِ مسیح موعود کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریراتِ مبارکہ سے حضورؑ کی بعثت کی ضرورت، مقصد اور آپؑ کی صداقت کا بیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد قرآنی پیشگوئیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تجدیدِ دین کرنا اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک

احمدیوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے خدا سے خاص تعلق جوڑنے کی تلقین

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (الجمعۃ:3)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجمعۃ:4)

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبے والا اور صاحب حکمت ہے۔

دو تین دن پہلے 23؍ مارچ کا دن گزرا ہے۔ جماعت احمدیہ میں یہ دن اس وجہ سے یاد رکھا جاتا ہے کہ اس دن جماعت کی بنیاد پڑی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لی۔ پس ہمیں یہ دن ہر سال یہ بات یاد دلانے والا ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد قرآنی پیشگوئیوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق تجدیدِ دین کرنا اور اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں رائج کرنا ہے۔ اور ہم جو آپ کی بیعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہم نے بھی اس اہم کام کی سرانجام دہی کے لیے اپنی اپنی صلاحیتوں کے مطابق اس میں حصہ دار بننا ہے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کا تعلق خدا تعالیٰ سے جوڑنا ہے اور بندوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلانی ہے اور ظاہر ہے اس کے لیے سب سے پہلے ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی۔ بہرحال اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض حوالے پیش کروں گا جن میں آپؑ کے آنے کی ضرورت، مقصد اور کس طرح پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں جو پہلے کی گئی تھیں، قرآنی پیشگوئیاں بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بھی، جن سے آپ کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے اور پھر جماعت میں وہ پاک تبدیلیاں پیدا ہونے کے بارے میں بھی ذکر کروں گا جو آپؑ نے بتایا، جو آپؑ نے فرمایا، جو پاک تبدیلیاں صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھیں اور آپؑ نے ان تکلیفوں کا بھی ذکر فرمایا جن سے صحابہ گزرے تھے اور جماعت کے افراد بھی گزر رہے ہیں۔ پس ہمیں ہر وقت ان باتوں کو سامنے رکھنا چاہیے تاکہ من حیث الجماعت ہم ترقی کرنے والے ہوں نہ کہ نیچے گرنا شروع ہو جائیں۔ آپؑ نے اپنی بعثت اور صداقت کے بارے میں خدا کو گواہ بنا کر اعلان فرمایا ہے جو یقیناً ہمارے ایمانوں کو تقویت بخشتا ہے۔ اگر ہم ان باتوں کی جگالی کرتے رہیں اور ہر وقت سامنے رکھیں تو یقیناً یہ ہمارے ایمان میں ترقی کا باعث بنتی رہیں گی اور ہمیں اپنے مقصد کی طرف توجہ دلاتی رہیں گی۔ بہرحال اب میں جیسا کہ میں نے کہا حوالے پیش کرتا ہوں جو اپنوں کے لیے بھی ہیں اور غیروں کے لیے بھی، جو ان کو دعوت دے رہے ہیں، جو آپؑ کے مسیح موعود ہونے کو روز روشن کی طرح کھولتے ہیں۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اس کی وضاحت میں ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے اور علومِ حکمیہ دینیہ جن سے تکمیلِ نفس ہو اور نفوسِ انسانیہ علمی اور عملی کمال کو پہنچیں بالکل گم ہو گئی تھی اور لوگ گمراہی میں مبتلا تھے۔ یعنی خدا اور اس کی صراطِ مستقیم سے بہت دور جا پڑے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا۔ اور اس رسول نے ان کے نفسوں کو پاک کیا اور علم الکتاب اور حکمت سے ان کو مملو کیا یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقینِ کامل تک پہنچایا۔ اور خدا شناسی کے نور سے ان کے دلوں کو روشن کیا۔ اور پھر فرمایا کہ ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہؓ کے رنگ میں لائے گا۔ یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہؓ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا۔‘‘

پس یہ ہے یقین جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر آپؑ کی صداقت پر ہونا چاہیے اور ایمان کی حالت یہ ہونی چاہیے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور اسلام کی صداقت پر ایمان اور یقین ہمیں وہ ہونا چاہیے جو صحابہؓ کا تھا جیسا کہ آج کل صحابہؓ کے حالات میں مَیں خطبات میں بھی بیان کر رہا ہوں اور مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں ’’اور حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس آیت کی تفسیر کے وقت سلمان فارسیؓ کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِس۔ یعنی اگر ایمان ثریا پر یعنی آسمان پر بھی اٹھ گیا ہوگا تب بھی ایک آدمی فارسی الاصل اس کو واپس لائے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ایک شخص آخری زمانہ میں فارسی الاصل پیدا ہوگا۔ اس زمانہ میں جس کی نسبت لکھا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔‘‘ یعنی اسلامی تعلیم، قرآن کی تعلیم بالکل بھول جائے گی ’’اور یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے۔ کیونکہ صلیبی حملہ جس کے توڑنے کے لئے مسیح موعود کو آنا چاہئے وہ حملہ ایمان پر ہی ہے اور یہ تمام آثار صلیبی حملہ کے زمانہ کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور لکھا ہے کہ اس حملہ کا لوگوں کے ایمان پر بہت برا اثر ہوگا۔‘‘ اور اس زمانے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ تھا آپؑ کی زندگی میں یہ شدید حملے ہو رہے تھے بلکہ بہت عرصہ بعد تک یہ شدید حملے جاری رہے اور تاریخ اس پر گواہ ہے۔ فرمایا کہ ’’وہی حملہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں دجالی حملہ کہتے ہیں۔ آثار میں ہے کہ اس دجال کے حملہ کے وقت بہت سے نادان خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ دیں گے اور بہت سے لوگوں کی ایمانی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور مسیح موعود کا بڑا بھاری کام تجدید ایمان ہوگا کیونکہ حملہ ایمان پر ہے اور حدیث لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ سے جو شخص فارسی الاصل کی نسبت ہے یہ بات ثابت ہے کہ وہ فارسی الاصل ایمان کو دوبارہ قائم کرنے کے لئے آئے گا۔ پس جس

حالت میں مسیح موعود اور فارسی الاصل کا زمانہ بھی ایک ہی ہے اور کام بھی ایک ہی ہے یعنی ایمان کو دوبارہ قائم کرنا اس لئے یقینی طور پر ثابت ہوا کہ مسیح موعود ہی فارسی الاصل ہے اور اسی کی جماعت کے حق میں یہ آیت ہے۔ وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ۔ اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں۔ اول صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے ان میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک روح رہ گئے۔ دوسرا گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالا صحابہؓ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا۔ اور آیت اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ میں جو اس گروہ کو مِنۡھُمۡ کی دولت سے یعنی صحابہؓ سے مشابہ ہونے کی نعمت سے حصہ دیا گیا ہے یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔‘‘

فرمایا ’’......چنانچہ آج کل ایسا ہی ہوا کہ تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاویٰ ابن حجر کے ظہور میں آ گیا یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا اور جیسا کہ مضمون حدیث تھا۔ اسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا۔ اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا کبھی وقوع میں نہیں آئی کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحۂ تاریخ میں ثابت نہیں کرسکا۔ سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موعود کے وقت میں بیان کیا گیا تھا ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ بھی لاکھوں انسانوں نے مشاہدہ کی۔ ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشم خود ملاحظہ کرلیا۔ ملک میں ریل کا تیار ہونا، اونٹوں کا بےکار ہونا، یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانہ میں اسی طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے اس آخری گروہ کو مِنۡھُمۡ کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہؓ کے رنگ میں ہی ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاجِ نبوت کا اور کس نے پایا۔ اِس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اِس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نُور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے حاصل کی۔‘‘ یہ بڑی اہم بات ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرنی ہے۔ قرآن کریم پر غور کرنا ہے اور یہ بڑا ضروری ہے۔

فرمایا ’’بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے۔‘‘ یہ بھی بڑی اہم بات ہے موت ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے۔ ’’اور دلوں کے نرم اور سچی تقویٰ پر قدم مار رہے ہیں۔‘‘ پس یہ بڑی اہم باتیں ہیں جو آپ نے بیان فرمائیں جس کو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ ’’جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے۔‘‘ پس ہمیں ٹٹولنا چاہیے۔ کیا یہ سب باتیں ہمارے اندر بھی پیدا ہو رہی ہیں؟ ’’اور آسمانی نشانوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہؓ کو کھینچتا تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں۔ اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا!!!‘‘

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 304-307)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’یہ زمانہ وہی زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مختلف فرقوں کو ایک قوم بنا دے۔ اور ان مذہبی جھگڑوں کو ختم کر کے آخر ایک ہی مذہب میں سب کو جمع کر دے۔ اور اسی زمانہ کی نسبت جو تلاطمِ امواج کا زمانہ ہے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰھُمۡ جَمۡعًا (الکھف:100) اس آیت کو پہلی آیتوں کے ساتھ ملا کر یہ معنے ہیں کہ جس زمانہ میں دنیا کے مذاہب کا بہت شور اٹھے گا اور ایک مذہب دوسرے مذہب پر ایسا پڑے گا جیسا کہ ایک موج دوسری موج پر پڑتی ہے اور ایک دوسرے کو ہلاک کرنا چاہیں گے۔ تب آسمان و زمین کا خدا اِس تلاطمِ امواج کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے بغیر دنیوی اسباب کے ایک نیا سلسلہ پیدا کرے گا اور اس میں ان سب کو جمع کرے گا جو استعداد اور مناسبت رکھتے ہیں۔ تب وہ سمجھیں گے کہ مذہب کیا چیز ہے اور ان میں زندگی اور حقیقی راستبازی کی روح پھونکی جائے گی اور خدا کی معرفت کا ان کو جام پلایا جائے گا اور ضرور ہے کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ یہ پیشگوئی کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے قرآن شریف نے دنیا میں شائع کی ہے پوری نہ ہو جائے۔ اور خدا نے اس آخری زمانہ کے بارہ میں جس میں تمام قومیں ایک ہی مذہب پر جمع کی جائیں گی صرف ایک ہی نشان بیان نہیں فرمایا بلکہ قرآن شریف میں اور بھی کئی نشان لکھے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ اُس زمانہ میں دریاؤں میں سے بہت سی نہریں نکلیں گی اور ایک یہ کہ زمین کی پوشیدہ کانیں یعنی معدنیں بہت سی نکل آویں گی۔ اور زمینی علوم بہت سے ظاہر ہو جائیں گے اور ایک یہ کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جس کے ذریعہ سے کتابیں بکثرت ہو جائیں گی...... اور ایک یہ کہ اُن دنوں میں ایک ایسی سواری پیدا ہو جائے گی کہ اونٹوں کو بیکار کر دے گی۔ اور اس کے ذریعہ سے ملاقاتوں کے طریق سہل ہو جائیں گے۔ اور ایک یہ کہ دنیا کے باہمی تعلقات آسان ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو بآسانی خبریں پہنچا سکیں گے۔‘‘ (اور آج کل کے زمانے میں تو اَور بھی زیادہ سہولتیں پیدا ہوتی چلی جا رہی ہیں) ’’اور ایک یہ کہ ان دنوں میں آسمان پر ایک ہی مہینہ میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ اور ایک یہ کہ اس کے بعد زمین پر سخت طاعون پھیلے گی یہاں تک کہ کوئی شہر اور کوئی گاؤں خالی نہ رہے گا جو طاعون سے آلودہ نہ ہو اور دنیا میں بہت موت پڑے گی۔ اور دنیا ویران ہو جائے گی۔ بعض بستیاں تو بالکل تباہ ہو جائیں گی۔ اور ان کا نام و نشان نہ رہے گا اور بعض بستیاں ایک حد تک عذاب میں گرفتار ہو کر پھر ان کو بچایا جائے گا۔ یہ دن خدا کے سخت غضب کے دن ہوں گے اس لئے کہ لوگوں نے خدا کے نشانوں کو جو اُس کے فرستادہ کے لئے اس زمانہ میں ظاہر ہوئے قبول نہ کیا اور خدا کے نبی کو جو اصلاحِ خلق کے لئے آیا ردّ کر دیا اور اس کو جھوٹا قرار دیا۔ یہ سب علامتیں اِس زمانہ میں‘‘ جس میں ہم ہیں ’’پوری ہو گئیں۔ عقلمند کے لئے صاف اور روشن راہ ہے کہ ایسے وقت میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا جب کہ قرآن شریف کی لکھی ہوئی تمام علامتیں میرے ظہور کے لئے ظاہر ہو چکی ہیں۔‘‘

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 182-184)

اور تاریخ گواہ ہے کہ یہ ساری باتیں آپؑ کے زمانے میں پوری ہوئیں اور بعض ان میں سے اب تک پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب میں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتدا سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدہٗ لاشریک خدا کا

کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے اور میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف ومبدل ہوگئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔انہی دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا اور انہی ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑے گی اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اس مری سے باہر نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے اور خدا نے اس وقت کہ اس ملک میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا قریباً بائیس برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 3-4)

پھر اپنے دعوے کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں:

’’میں وہ شخص ہوں جو عین وقت پر ظاہر ہوا جس کے لئے آسمان پر رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو قرآن اور حدیث اور انجیل اور دوسرے نبیوں کی خبروں کے مطابق گرہن لگا اور میں وہ شخص ہوں (کہ) جس کے زمانہ میں تمام نبیوں کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک میں خارق عادت طور پر طاعون پھیل گئی اور میں وہ شخص ہوں جو حدیث صحیح کے مطابق اس کے زمانہ میں حج روکا گیا اور میں وہ شخص ہوں جس کے عہد میں وہ ستارہ نکلا جو مسیح ابن مریم کے وقت میں نکلا تھا اور میں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں اس ملک میں ریل جاری ہوکر اونٹ بیکار کئے گئے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوکر وہ تمام اونٹ بیکار ہوجائیں گے۔‘‘ پہلے تو سڑکوں کے ذریعہ سے رابطہ تھا۔اب وہاں بھی ریل کے ذریعہ سے ہو چکا ہے۔ ’’وہ تمام اونٹ بیکار ہوجائیں گے جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے۔تب اس وقت ان اونٹوں کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم میں موجود ہے صادق آئے گی یعنی یہ کہ لَیُتْرَکَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا یعنی مسیح کے وقت میں اونٹ بیکار کئے جائیں گے اور کوئی ان پر سفر نہیں کرے گا۔ ایسا ہی میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے۔کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے کہ جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کرکے مجھ پر غالب آسکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے میری تصدیق کی اور اس ملک میں جو بعض نامی اہل کشف تھے جن کا تین تین چار چار لاکھ مرید تھا ان کو خواب میں دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے اور بعض ان میں سے ایسے تھے کہ میرے ظہور سے تیس برس پہلے دنیا سے گزر چکے تھے جیسا کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام‘‘ گلاب شاہ جس کا نام تھا ’’ضلع لدھانہ میں تھا جس نے میاں کریم بخش مرحوم ساکن جمال پور کو خبر دی تھی کہ عیسیٰ قادیان میں پیدا ہوگیا اور وہ لدھانہ میں آئے گا۔میاں کریم بخش ایک صالح مؤحد اور بڈھا آدمی تھا اس نے مجھ سے لدھانہ میں ملاقات کی اور یہ تمام پیشگوئی مجھے سنائی۔ اس لئے مولویوں نے اس کو بہت تکلیف دی مگر اس نے کچھ پروانہ کی۔ اس نے مجھے کہا کہ گلاب شاہ مجھے کہتا تھا کہ عیسیٰ بن مریم زندہ نہیں وہ مر گیا ہے وہ دنیا میں واپس نہیں آئے گا۔ اس امت کے لئے مرزا غلام احمد عیسیٰ ہے جس کو خدا کی قدرت اور مصلحت نے پہلے عیسیٰ سے مشابہ بنایا ہے اور آسمان پر اس کا نام عیسیٰ رکھا ہے اور فرمایا کہ اے کریم بخش! یعنی اپنے اس مرید کو ’’فرمایا کہ اے کریم بخش! جب وہ عیسیٰ ظاہر ہوگا تو تُو دیکھے گا کہ مولوی لوگ کس قدر اس کی مخالفت کریں گے۔ وہ سخت مخالفت کریں گے لیکن نامراد رہیں گے‘‘ اور آج تک نامراد رہ رہے ہیں۔ ’’وہ اس لئے دنیا میں ظاہر ہوگا کہ تا وہ جھوٹے حاشیے جو قرآن پر چڑھائے گئے ہیں ان کو دور کرے اور قرآن کا اصل چہرہ دنیا کو دکھاوے۔ اس پیشگوئی میں اس بزرگ نے صاف طور پر یہ اشارہ کیا تھا کہ تُو اس قدر عمر پائے گا کہ اس عیسیٰ کو دیکھ لے گا۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 35-37)

یعنی یہ پیشگوئی اپنے اس مرید کی عمر کے بارے میں بھی تھی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھو خدا تعالیٰ کا نام غفور ہے۔ پھر کیوں وہ رجوع کرنے والوں کو معاف نہ کرے؟ اِس قسم کی غلطیاں ہیں جو قوم میں واقع ہوگئی ہیں۔ انہیں غلطیوں (میں) سے جہاد کی غلطی بھی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جب میں کہتا ہوں کہ جہاد حرام ہے تو کالی پیلی آنکھیں نکال لیتے ہیں حالانکہ خود ہی مانتے ہیں کہ جو حدیثیں خونی مہدی کی ہیں وہ مخدوش ہیں۔مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس باب میں رسالے لکھے ہیں۔‘‘ تسلیم کیا ہے حدیثوں کے مخدوش ہونے کے بارے میں۔ ’’اور یہی مذہب میاں نذیر حسین دہلوی کا تھا۔‘‘ آجکل بھی بعض علماء اب یہی کہنے لگ گئے ہیں۔ ’’وہ ان کو قطعی صحیح نہیں سمجھتے۔ پھر مجھے کیوں کاذب کہا جاتا ہے۔ سچی بات یہی ہے کہ مسیح موعود اور مہدی کا کام یہی ہے کہ وہ لڑائیوں کے سلسلہ کو بند کرے گا اور قلم، دعا، توجہ سے اسلام کا بول بالا کرے گا۔‘‘ پس یہ قلم اور دعا اور توجہ یہی کام اب آج آپ کے ماننے والوں کا بھی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اور افسوس ہے کہ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آتی اس لئے کہ جس قدر توجہ دنیا کی طرف ہے دین کی طرف نہیں۔‘‘ ہمیں بھی اپنی حالتوں کا جائزہ لینا چاہیے۔ ماننے کے بعد کہیں ہماری توجہ دوبارہ دنیا کی طرف تو بہت زیادہ نہیں ہوگئی۔ فرمایا ’’دنیا کی آلودگیوں اور ناپاکیوں میں مبتلا ہوکر یہ امید کیونکر کرسکتے ہیں کہ ان پر قرآنِ کریم کے معارف کھلیں۔ وہاں تو صاف لکھا ہے ۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعۃ:80) اس بات کو بھی دل سے سنو کہ میرے مبعوث ہونے کی علتِ غائی کیا ہے؟‘‘ کیا بنیادی مقصد ہے میرے مبعوث ہونے کا۔ ’’میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئی شریعت سکھاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئی کتاب نازل ہوگی۔ ہرگز نہیں اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے تو میرے نزدیک وہ سخت گمراہ اور بے دین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت اور نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی۔قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات اور فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم اور ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں اور انہیں فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ اسلام کی جو حالت اس وقت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ بالاتفاق مان لیا گیا ہے کہ ہر قسم کی کمزوریوں اور تنزل کا نشانہ مسلمان ہو رہے ہیں ہر پہلو سے وہ گر رہے ہیں۔‘‘ اور آج کل تو اَور بھی زیادہ بُری حالت ہم دیکھ رہے ہیں ’’ان کی زبان ساتھ ہے تو دل نہیں ہے اور اسلام یتیم ہوگیا ہے۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس کی حمایت اور سرپرستی کروں اور اپنے وعدہ کے موافق بھیجا ہے کیونکہ اس نے فرمایا تھا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) اگر اس وقت حمایت اور نصرت اور حفاظت نہ کی جاتی تو وہ اور کونسا وقت آئے گا؟ اب اس چودھویں صدی میں وہی حالت ہو رہی ہے جو بدر کے موقعہ پر ہوگئی تھی۔جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ (ال عمران:124) اس آیت میں بھی دراصل ایک پیشگوئی مرکوز تھی یعنی جب چودھویں صدی میں اسلام ضعیف اور ناتوان ہو جائے گا اس وقت اللہ تعالیٰ اس وعدہ حفاظت کے موافق اس کی نصرت کرے گا۔ پھر تم کیوں تعجب کرتے ہو کہ اس نے اسلام کی نصرت کی؟‘‘

پھر اپنے خلاف مخالفین کی دریدہ دہنی کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔ ’’مجھے اِس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجّال اور کذّاب رکھا جاتا ہے اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں۔ اس لئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا تا میں بھی ایک قدیم سنت سے حصہ پاتا۔ میں نے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصہ نہیں پایا لیکن جو مصیبتیں اور مشکلات ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں آئیں اس کی نظیر انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں کسی کے لئے نہیں پائی جاتی۔ آپؐ نے اسلام کی خاطر وہ دکھ اٹھائے کہ قلم ان کے لکھنے اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے۔ اور اِسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے جلیل الشان اور اولوالعزم نبی تھے۔ اگر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت آپؐ کے ساتھ نہ ہوتی تو ان مشکلات کے پہاڑ کو اٹھانا ناممکن ہو جاتا اور اگر کوئی اور نبی ہوتا تو وہ بھی رہ جاتا۔ مگر جس اسلام کو ایسی مصیبتوں اور دکھوں کے ساتھ آپ نے پھیلایا تھا آج اس کا جو حال ہوگیا ہے وہ میں کیونکر کہوں؟‘‘

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 279-280)

مسلمانوں نے اسلام کا کیا حال کر دیا ہے اور جو آنے والا ہے اس کو ماننے کو تیار نہیں۔ جو تجدید دین کے لیے آیا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’میں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ پورے طور پر اس طریق کو پیش کیا ہے جو اسلام کو کامیاب اور دوسرے مذاہب پر غالب کرنے والا ہے۔ میرے رسائل امریکہ اور یورپ میں جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس قوم کو جو فراست دی ہے انہوں نے اس خداداد فراست سے اس امر کو سمجھ لیا ہے لیکن جب

ایک مسلمان کے سامنے میں اِسے پیش کرتا ہوں تو اس کے منہ میں جھاگ آجاتی ہے گویا وہ دیوانہ ہے یا قتل کرنا چاہتا ہے۔'' اور عملاً آج کل تو یہ لوگ احمدیوں کے ساتھ یہ کر بھی رہے ہیں۔'' حالانکہ قرآن شریف کی تعلیم تو یہی تھی اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ (حم السجدۃ:35) یہ تعلیم اس لئے تھی کہ اگر دشمن بھی ہو تو وہ اس نرمی اور حسنِ سلوک سے دوست بن جاوے اور ان باتوں کو آرام اور سکون کے ساتھ سن لے۔ مَیں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ مَیں مفتری نہیں، کذاب نہیں۔ اگر تم مجھے خدا تعالیٰ کی قَسم پر بھی اور ان نشانات کو بھی جو اس نے میری تائید میں ظاہر کئے دیکھ کر مجھے کذاب اور مفتری کہتے ہو تو پھر مَیں تمہیں خدا تعالیٰ کی قَسم دیتا ہوں کہ کسی ایسے مفتری کی نظیر پیش کرو کہ باوجود اس کے ہر روز افترا اور کذب کے جو وہ اللہ تعالیٰ پر کرے پھر اللہ تعالیٰ اس کی تائید اور نصرت کرتا جاوے۔'' دکھاؤ تو سہی کہ ایسا جھوٹا آدمی جو اللہ تعالیٰ پر افترا کر رہا ہے، جھوٹ بول رہا ہے پھر اللہ تعالیٰ تائیدات بھی فرما رہا ہے۔ آج دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت احمدیہ اس بات کی واضح ثبوت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں! فرمایا کہ ''چاہئے تو یہ تھا کہ اسے ہلاک کرے'' چاہیے تو تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹے آدمی کو ہلاک کر دیتا ''مگر یہاں اس کے برعکس معاملہ ہے۔ مَیں خدا تعالیٰ کی قَسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں صادق ہوں اس کی طرف سے آیا ہوں مگر مجھے کذاب اور مفتری کہا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ہر مقدمہ اور ہر بلا میں جو قوم میرے خلاف پیدا کرتی ہے مجھے نصرت دیتا ہے اور اس سے مجھے بچاتا ہے اور پھر ایسی نصرت کی کہ لاکھوں انسانوں کے دل میں میرے لیے محبت ڈال دی۔'' معنی یہ کہ اس وقت تو صرف ہندوستان تک ہی تھی۔ پھر دور و نزدیک تک یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی، افریقہ میں بھی، ساؤتھ امریکہ میں، جزائر میں، آسٹریلیا میں، عرب ممالک میں لاکھوں انسانوں کے دلوں میں، آپ فرماتے ہیں کہ میری محبت ڈال دی۔ عجیب معاملہ ہے یہ کہ جھوٹے کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے۔ ''مَیں اس پر اپنی سچائی کو حصر کرتا ہوں۔'' یہی میری سچائی کی دلیل ہے۔ ''اگر تم کسی ایسے مفتری کا نشان دے دو کہ وہ کذاب ہو اور اللہ تعالیٰ پر اس نے افترا کیا ہو اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی نصرتیں کی ہوں اور اس قدر عرصہ تک اسے زندہ رکھا ہو اور اس کی مرادوں کو پورا کیا ہو۔ دکھاؤ۔''

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 275-276)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''مسلمانوں کو چاہئے کہ جو انوار و برکات اس وقت آسمان سے اتر رہے ہیں وہ ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ وقت پر ان کی دستگیری ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق اس مصیبت کے وقت ان کی نصرت فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر نہ کریں گے تو خدا تعالیٰ ان کی کچھ پرواہ نہ کرے گا۔ وہ اپنا کام کر کے رہے گا مگر ان پر افسوس ہوگا۔

میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹادے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ (البروج:17) ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر (دے) دی ہے اور مَیں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور مَیں خدا تعالیٰ کی قَسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو موعود آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ اسلام کی زندگی عیسیٰ کے مرنے میں ہے۔''

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 290)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ''میرے نادان مخالفوں کو خدا روز بروز انواع و اقسام کے نشان دکھلانے سے ذلیل کرتا جاتا ہے اور میں اسی کی قَسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰقؑ سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیحؑ ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپؐ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ پس اِسی بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوتِ محمدیہؐ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی ہے۔ اور چونکہ میں محض ظلّ ہوں اور امتی ہوں اس لئے آنجنابؐ کی اس سے کچھ کسرِ شان نہیں۔'' یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے کچھ کسرِ شان نہیں ''اور یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے۔ اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کرسکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔''

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411-412)

پھر فرماتے ہیں ''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔ اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں۔ اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک طرف تو خدا نے اپنے ہاتھ سے میری تربیت فرما کر اور مجھے اپنی وحی سے شرف بخش کر میرے دل کو یہ جوش بخشا ہے کہ میں اس قسم کی اصلاحوں کے لئے کھڑا ہو جاؤں۔ اور دوسری طرف اس نے دل بھی تیار کر دیئے ہیں جو میری باتوں کے ماننے کے لئے مستعد ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب سے خدا نے مجھے دنیا میں مامور کر کے بھیجا ہے اسی وقت سے دنیا میں ایک انقلاب عظیم ہو رہا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں جو لوگ حضرت عیسیٰؑ کی خدائی کے دلدادہ تھے اب ان کے محقق خود بخود اس عقیدہ سے علیحدہ ہوتے جاتے ہیں۔'' اور اب تو بے شمار لوگ ایسے ہوگئے ہیں جو اس عقیدے کی نفی کرنے والے ہیں۔ ''اور وہ قوم جو باپ دادوں سے بتوں اور دیوتوں پر فریفتہ تھی بہتوں کو ان میں سے یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ بت کچھ چیز نہیں ہیں اور گو وہ لوگ ابھی روحانیت سے بے خبر ہیں اور صرف چند الفاظ کو رسمی طور پر لئے بیٹھے ہیں لیکن کچھ شک نہیں کہ ہزارہا بیہودہ رسوم اور بدعات اور شرک کی رسیاں انہوں نے اپنے گلے پر سے اتار دی ہیں اور توحید کی ڈیوڑھی کے قریب کھڑے ہوگئے ہیں۔ مَیں امید کرتا ہوں کہ کچھ تھوڑے زمانہ کے بعد عنایاتِ الٰہی ان میں سے بہتوں کو اپنے ایک خاص ہاتھ سے دھکا دے کر سچی اور کامل توحید کے اس دارالامان میں داخل کر دے گی جس کے ساتھ کامل محبت اور کامل خوف اور کامل معرفت عطا کی جاتی ہے۔ یہ امید میری محض خیالی نہیں ہے بلکہ خدا کی پاک وحی سے یہ بشارت مجھے ملی ہے۔ اس ملک میں خدا کی حکمت نے یہ کام کیا ہے تا جلد تر متفرق قوموں کو ایک قوم بنا دے اور صلح اور آشتی کا دن لاوے۔ ہر ایک کو اس ہوا کی خوشبو آرہی ہے کہ یہ تمام متفرق قومیں کسی دن ایک قوم بننے والی ہے۔''

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180-181)

اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیا میں بسنے والے لوگ خاص طور پر مسلمان اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔ آپؑ کے دعوے کو سمجھنے والے ہوں اور جلد وہ اس مسیح و مہدی کی بیعت میں آجائیں جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے دنیا میں بھیجا ہے اور ہمیں بھی اپنا حق بیعت ادا کرنے والا بنائے۔

پاکستان کے احمدیوں کے لیے، الجزائر کے احمدیوں کے لیے بھی دوبارہ میں دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔ وہاں حالات دوبارہ کافی بگڑتے جا رہے ہیں یا اوپر نیچے ہوتے رہتے ہیں اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی مکمل امن اور سکون آ گیا ہے۔ پاکستان میں بھی ہر روز کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح الجزائر میں بھی حکومت کے بعض اہلکاروں کی نیت نیک نہیں لگ رہی۔ دوبارہ کیس کھولنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو پاکستان میں بھی، الجزائر میں بھی اور دنیا کے ہر ملک میں جہاں بھی کوئی احمدی کسی بھی قسم کی تکلیف میں ہے اپنی حفاظت میں رکھے لیکن ساتھ ہی احمدیوں کو بھی توجہ کرنی چاہیے کہ وہ پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں۔ اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے والے ہوں اور حقوق العباد کو بھی ادا کرنے والے ہوں۔ اپنی حالتوں کو بہتر کرنے والے ہوں اور خدا سے خاص تعلق جوڑنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

شرح مشکاۃ۔ جز 9۔ کتاب الاداب باب الامر بالمعروف الفصل الاول حدیث نمبر 5137 صفحہ نمبر 324 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001)

پس یہ اس حدیث کی بڑی عمدہ وضاحت ہے کہ تین باتیں تو ہیں لیکن تین باتیں تین مختلف طبقوں کے لئے اور صاحبِ اختیار کے لئے ہیں۔ وہاں بھی اگر کشتی میں روکنے کی بات ہے تو اس کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے صاحبِ اختیار کو ہی روکنے کا حکم ہے۔ اگر ہر کوئی اس طرح روکنے لگ جائے گا تو پورا ایک فساد پیدا ہو جائے گا۔ اور فساد اور بدامنی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الۡفَسَادَ۔ سورۃ بقرۃ کی آیت 206 ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اگر یہ مراد لی جائے کہ عوام حکمران کی کسی بات کو ناپسند کریں تو وہ حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں اور توڑ پھوڑ اور فتنہ و فساد اور قتل و غارت اور بغاوت شروع کر دیں تو یہ مفہوم بھی شریعت کی ہدایت کے مخالف ہے۔ اس بارہ میں قرآنِ کریم کا جو حکم ہے، فیصلہ ہے وہ مَیں پہلے بیان کر آیا ہوں کہ وَیَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ (النحل: 91)

انبیاء کا حکومتِ وقت کی اطاعت کے بارے میں کیا نمونہ رہا ہے؟

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء دنیا میں آئے۔ (کنزالعمال کتاب الفضائل باب الثانی فی فضائل سائر الانبیاء ...الفصل الثانی الاکمال جلد 6 صفحہ 219 حدیث 32274 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2004)

قرآنِ کریم نے دو درجن کے قریب انبیاء، بیس پچیس انبیاء کے حالات بیان فرمائے ہیں مگر کسی نبی کی بابت یہ ذکر نہیں فرمایا کہ اُس نے دنیاوی معاملات میں اپنے علاقے کے حاکمِ وقت کی نافرمانی یا بغاوت کی ہے۔ یا اُس کے خلاف اپنے متبعین کے ساتھ مل کر مظاہرے کئے ہوں یا کوئی توڑ پھوڑ کی ہو۔ دینی امور کے بارے میں تمام انبیاء نے اپنے اپنے علاقوں کے حکمرانوں کے غلط عقائد کی کھل کر تردید کی اور سچے عقائد کی پُرزور تبلیغ کی۔ حضرت یوسفؑ کی مثال لیتا ہوں جو عموماً بیان کی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بیان کی ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے بھی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی۔ اس کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ وَاِنۡ كُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ (یوسف: 4) کہ ہم نے جو یہ قرآن تجھ پر وحی کیا ہے اس کے ذریعے ہم تیرے سامنے ثابت شدہ تاریخی حقائق میں سے بہترین بیان کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے اس بارہ میں تو غافلوں میں سے تھا۔ ثابت شدہ تاریخی حقائق کیا ہیں جو قرآنِ کریم واضح بیان فرما رہا ہے۔ سورۃ یوسف میں جو اکثر حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات پر مشتمل ہے، اِن حالات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر کے کافر بادشاہ فرعونِ مصر کی کابینہ میں وزیرِ خزانہ کے طور پر، مال کے نگران کے طور پر کام کیا۔ اگر بادشاہ کو یہ خیال ہوتا کہ یوسف علیہ السلام اس کے وفادار نہیں ہیں اور نعوذ باللہ محض منافقانہ طور پر اس کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ہرگز اپنی کابینہ میں شامل نہ کرتا۔ اور ویسے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں یہ خیال کرنا بھی بے ادبی میں داخل ہے کہ نعوذ باللہ وہ دل سے تو فرعونِ مصر کے خلاف بغض و عناد رکھتے تھے مگر ظاہری طور پر منافقانہ رنگ میں اُس کی اطاعت کرتے تھے اور اس سے وفاداری کا اظہار کرتے تھے۔

(خطبہ جمعہ یکم اپریل 2011ء)

آج کی دعا

اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ (تذکرہ صفحہ:405)

ترجمہ: یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے، طاعون سے بچاؤں گا۔

یہ حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کا خدائی وعدہ کا الہام ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے طاعون سے حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

یہ الہام آپؑ کو متعدد بار ہوا۔ آپ فرماتے ہیں:

1903 میں طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرکہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہوگیا اور بے ہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے، فوت ہوگیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کرینگے جو کہ اس نے فرمایا ہے اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے، طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کرسکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجنے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے۔ تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائے گا۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آ گئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے۔ اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے۔ تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام ونشان نہیں اور بیتابی اور بے ہوشی بالکل دور ہوچکی تھی۔ اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارے نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا۔

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 87۔88)

آپؑ اپنے اسی بیٹے حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ (جو کہ ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دادا ہیں) کے بارہ میں فرماتے ہیں:

چند سال ہوئے ایک دفعہ ہم نے عالمِ کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ

’’اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں‘‘

(بدر جلد 6 نمبر 1 مؤرخہ 10 جنوری 1907)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اعلان تقریب رخصتی

مکرم نفیس احمد کاہلوں صاحب اعلان بھجواتے ہیں کہ:

مورخہ 14 فروری 2021ء کو خاکسار کی بیٹی عزیزہ عالیہ صدف کی رخصتی ہمراہ عزیزم اسحاق احمد صاحب ولد مکرم طاہر احمد صاحب سے ہوئی۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ تمام پروگرام آن لائن ہوا۔ عزیزم ارسلان احمد نے تلاوت کی جس کے بعد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے دُعا کروائی۔ جس میں تمام عزیز و اقارب نے آن لائن شرکت کی۔ قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے اور اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ نیز دونوں کو ایک دوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین۔

طلوع وغروب آفتاب

19 اپریل 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	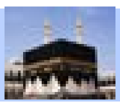	04:39	18:41
مدینہ منورہ	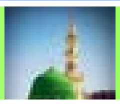	04:35	18:46
قادیان	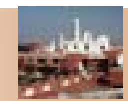	04:29	19:00
ربوہ	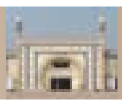	04:09	18:40
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:30	20:06